

کیا اسلام دہشت گردی کا مذہب ہے؟

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم کو قیامت تک آنے والے لوگوں کیلئے ہدایت بنا کر بھیجا ہے اس پر تمام مسلمانوں کا یقین ہے مگر اسکے باوجود جب بھی روئے زمین پر کوئی نیا واقعہ ظہور پذیر ہوتا ہے تو اس کا حکم قرآن میں تلاش کرنے کے بجائے ہمارے لوگ غیروں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر بلا سوچے سمجھے اسی نقطہ نظر کی تائید شروع کر دیتے ہیں جو نقطہ نظر غیر مسلم اور غیر ملکی ذرائع ابلاغ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اسی نوعیت کا ایک واقعہ اکتوبر کو امریکہ میں پیش آیا جسے امریکہ اور اسکے حواریوں نے دہشت گردی قرار دے کر اس کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کیا اور اس دہشت گردی کا ملزم افغانستان جیسے پسماندہ ملک کو قرار دیا اور اس مجوزہ دہشت گردی کی تردید تمام مسلم ممالک اور مسلمان تنظیموں کی جانب سے ہوئی جسکے باعث امریکہ کو اتنی جرأت ہوئی کہ اس نے بلا کسی ٹھوس ثبوت کے افغانستان پر حملوں کا آغاز کر دیا اور اپنی اس کارروائی کو دہشت گردی کے خلاف جنگ کا نام دیا چنانچہ اس ضمن میں چند امور جن کے متعلق صحیح نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے غور کرنا ضروری ہے۔

اس زمانے میں مختلف اصطلاحات ایجاد کرنے اور ان اصطلاحات کو اچھے یا برے معنی پہنانے کی ذمہ داری اہل مغرب نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے اور ہمارے لوگ مغربی تہذیب سے اپنی مرعوبیت کے باعث یہ جاننے اور غور کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے کہ اسلام اور قرآن ان اصطلاحات کے ضمن میں کیا موقف رکھتے ہیں مثلاً ایک زمانہ تھا جب بنیاد پرستی کی اصطلاح کو بہت اچھالا گیا حتیٰ کہ اچھے بھلے پڑھے لکھے مسلمان بنیاد پرستی کے لفظ کو اپنے لئے گالی تصور کرنے لگے حالانکہ یہ کوئی برا لفظ نہیں کیونکہ بنیاد پرستی کے معنی ہوتے ہیں کسی چیز کی بنیاد سے مضبوطی کے ساتھ منسلک ہو جانا تاکہ کوئی بیرونی طاقت ہمیں اس سے الگ نہ کر سکے اور ایسا ضروری ہے ہر اس شخص کے لئے جو کسی بھی شے سے اپنا رشتہ مضبوط کرنا چاہے جیسا کہ فزکس کے طالب علم fundamental of physics اور ریاضی کے طالب علم fundamental of maths کی تعلیم حاصل کرتے ہیں تاکہ اس مضمون سے اپنا رشتہ مضبوط کر سکیں اس طرح اسلام کی بھی بنیاد ہے نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ ۱۔ کلمہ طیبہ، ۲۔ نماز، ۳۔ روزہ، ۴۔ حج اور ۵۔ زکوٰۃ لہذا اب جو بھی مسلمان ان پانچ چیزوں کا اہتمام کرتا ہے وہ یقینی طور پر بنیاد پرست ہوا پس معلوم ہوا کہ اسلام میں داخل رہنے کے لئے بنیاد پرستی شرط ہے اور جو بنیاد پرست نہیں وہ حقیقی طور پر مسلمان بھی نہیں ہے اسی طرح ایک اصطلاح ”شدت پسند یا انتہا پسند“ بھی بہت عام ہے اس سے مراد عام طور پر وہ لوگ ہوتے ہیں جو دین کے احکامات کے خلاف کسی قسم کی سودے بازی کو قبول کرنے پر تیار نہ ہوں اور دینی معاملات میں ایک پختہ موقف رکھتے ہوں اس کا مطلب ہوا کہ یہ اصطلاح بھی بذاتہی بری نہیں بلکہ قرآن تو اپنے نبی ﷺ اور ان کے صحابہ کا تعارف ہی کفر کے خلاف شدید کہہ کر کرواتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم ☆ الفتح ۲۹

یعنی ”محمد ﷺ جو اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے ساتھ بہت سخت ہیں اور آپس میں رحم دل“ اور ایک مقام پر نبی کریم ﷺ کو کفار کے ساتھ سخت گیر موقف اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

يا ايها النبي جاهد الكفار والمنافقين واغلب عليهم وما هم جهنم وبئس

المصير ☆ سورة التوبة ٧٢ ﴿

یعنی ”اے نبی ﷺ کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد کرو اور ان کے ساتھ سخت گیر موقف اختیار کرو اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے“ اس اعتبار سے دینی معاملات میں سخت گیر موقف اختیار کرنا کوئی بری بات نہیں بلکہ پسندیدہ ہے گویا اسلامی شدت پسندی یا انتہا پسندی کوئی بری شے نہیں ہے اسی نوعیت کی ایک اصطلاح دہشت گردی (terrorisum) کی بھی سامنے آئی ہے اور اس وقت ساری دنیا کے لوگ ہر قسم کی دہشت گردی کی مذمت میں لگے ہوئے ہیں اور مسلمانوں میں سے کسی نے بھی یہ جاننے کی زحمت نہیں کی کہ قرآن کا دہشت گردی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا کہ:

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدو

كم وء اخرين من دونهم لاتعلمونهم الله يعلمهم وما تنفقوا من شيء في

سبيل الله يوف اليكم وانتم تظلمون ☆ سورة الانفال ٦٠ ﴿

یعنی ”(اے مسلمانو!) تیار کرو ان (کفار) سے لڑائی کے واسطے جو کچھ بھی جمع کر سکو قوت سے اور پہلے ہوئے گھوڑوں سے تاکہ اس سے دہشت پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی جن کو تم نہیں جانتے مگر اللہ ان کو جانتا ہے اور جو کچھ بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے وہ پورا ملے گا تم کو اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا“ اور اس آیت کا انگریزی ترجمہ عبد اللہ یوسف علی نے ان الفاظ سے کیا ہے:

Against them make ready your strength to the utmost of

your power, including steeds of war, to strike terror into

(the heart of) the enemies, of Allah & your enemies.....

اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے خلاف مطلق دہشت گردی اسلام میں ممنوع نہیں البتہ طریقہ کار ایسا اختیار کیا جائے جس میں بے قصور لوگوں کی جان و مال ضائع نہ ہوں اس اعتبار سے یہ کہا جائے گا کہ کفار کے خلاف دہشت گردی کے لئے جو طریقہ کار سانحہ نیویارک میں اختیار کیا گیا اگر وہ کسی مسلمان نے کیا تو بحیثیت دہشت گردی غلط کیا لیکن یہ کہنا کہ اسلام میں دہشت گردی کی کوئی گنجائش نہیں بالکل غلط ہے بلکہ کفار کے دلوں میں مسلمانوں کا اپنی دہشت قائم کرنا اس آیت کی رو سے فرض ہے۔

طالبان نے سانحہ نیویارک میں اپنے یا اسامہ بن لادن کے ملوث ہونے کا انکار کیا جس کی بنیاد پر اس وقت انھیں امریکی حملے کے خلاف ساری مسلم دنیا کی حمایت حاصل ہوئی لیکن اگر فرض کریں کہ طالبان یا اسامہ بن لادن کے سانحہ نیویارک میں ملوث ہونے کا ثبوت مل جائے یا وہ خود تسلیم کر لیں کہ اس کا روائی میں ان ہی کا ہاتھ ہے تو کیا ایسی صورت میں بھی امت مسلمہ کو طالبان کی حمایت حاصل رہنی چاہیے یا ایسی صورت میں وہ اس حمایت کے مستحق نہیں رہیں گے اسلامی نقطہ نظر سے اس سوال کا جواب ڈھونڈنے کے لئے آئیے ہم نبی کریم ﷺ کی سیرت کا جائزہ لیتے ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿واذ يعدكم الله احدى الطائفتين انهما لكم وتودون ان غير ذات الشوكة

تكون لكم ويريد الله ان يحق الحق بكلمته ويقطع دابر الكافرين ☆ الانفال ٧٢ ﴿

یعنی ”اور جس وقت تم سے وعدہ کر رہا تھا اللہ دو جماعتوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی اور تم چاہتے تھے کہ جس میں کاٹنا بھی نہ لگے وہ تم کو ملے اور اللہ چاہتا تھا کہ حق کو حق ثابت کر دے اپنے کلاموں سے اور کافروں کی جڑ کاٹ ڈالے“ سورہ الانفال کی اس آیت کی تفسیر میں ایک بہت عظیم اصول پوشیدہ ہے جس سے صرف نظر کرنے کے باعث آج مسلمان ذلیل و خوار ہیں اور وہ اصول یہ ہے کہ اسلام اقتصادیات پر غیر مسلموں کی اجارہ داری کو تسلیم نہیں کرتا ہے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر اللہ کے نزدیک روئے زمین پر حکومت اور خلافت کا حق صرف مؤمنین کا ہے اس کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَكُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ☆ سورة النور ٥٥﴾

یعنی ”وعدہ کر لیا ہے اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ ضرور حاکم کر دے گا ان کو زمین پر جیسا کہ حاکم کیا تھا ان سے انگوں کو اور جمادے گا ان کے لئے ان کے دین کو جو پسند کر دیا گیا ہے ان کے واسطے اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا، وہ میری ہی بندگی کریں گے اور کسی کو میرا شریک نہیں کریں گے، اور جو کوئی اسکے بعد بھی ناشکری کرے گا تو وہی لوگ فاسق ہیں“ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک زمین پر حکومت کرنے کے اہل بھی صرف مؤمنین ہیں مگر ہم یہاں اپنی بات کو غیر مسلموں کی اقتصادی بالادستی کی نفی تک محدود رکھتے ہوئے سورہ الانفال کی مذکورہ بالا آیت کے حوالے سے سیاق و سباق جائزہ لیتے ہیں یہ بات سب جانتے ہیں کہ قریش مکہ کے مظالم جب حد سے تجاوز کر گئے تو نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دے دیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے خود بھی مکہ چھوڑ کر مدینہ ہجرت کر گئے ادھر قریش مکہ کو جب نبی کریم ﷺ کے ہجرت کرنے کی خبر ملی تو انھوں نے پیچھا کیا اور آپ ﷺ کو قتل کرنے کی کوشش کی مگر جب آپ ﷺ ان کی پہنچ سے دور ہو گئے اور مدینہ تشریف لے آئے تو قریش مکہ نے آپ ﷺ پر قاتلانہ حملے کی کوئی کوشش نہیں کی بلکہ ایک اعتبار سے سکون کا سانس لیا کہ اس روز روز کے لڑائی جھگڑے سے ان کی جان چھوٹ گئی لیکن مدینہ میں تشریف لانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے کچھ ٹولیاں ترتیب دیں جن کی ذمہ داری قریش مکہ کا اقتصادی مقاطعہ تھا معلوم ہونا چاہیے کہ مکہ ایک بنجر وادی تھی اس لئے قریش مکہ کا مکمل اقتصادی انحصار صرف بیرونی تجارت پر تھا اور اس زمانے میں تجارتی راستے راہ زنی کی زیادتیوں کے باعث بے حد پر خطر تھے مگر چونکہ بیت اللہ میں تمام عرب قبائل کے بت رکھے ہوئے تھے بلکہ ایک حیثیت سے قریش مکہ کے پاس یرغمال تھے اس لئے قریش مکہ کے تجارتی قافلے ہر قسم کی لوٹ مار سے قطعی محفوظ و مامون تھے اسی چیز کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورہ قریش میں بطور احسان ذکر بھی فرمایا ہے قریش کے یہ تجارتی راستے مدینہ کے قریب سے ہی گذرتے تھے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے چند اصحاب کو مقرر کیا جن کا کام قریش مکہ کے تجارتی قافلوں کا راستہ روکنا اور ان کا سامان تجارت ضبط کرنا تھا ہمارے موجودہ دور کے بعض مفسرین اس چیز کو بیان کرتے ہوئے بڑے گہبراتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس چیز کے بیان کرنے سے غیر مسلموں کو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے متعلق غلط فہم کی باتیں کرنے کا موقع ملے گا مثلاً شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

﴿سورة الحج میں قتال کا حکم نازل ہونے کے بعد مکہ کا ادب مانع تھا کہ مسلمان ابتداءً وہاں چڑھ کر

جائیں اس لئے ہجرت کے بعد تقریباً ڈیڑھ سال تک لائحہ عمل یہ رہا کہ مشرکین مکہ کے تجارتی سلسلوں کو شام و یمن وغیرہ سے قائم تھے شکست دے کر خالموں کی اقتصادی حالت کمزور اور مسلمانوں کی مالی پوزیشن مضبوط کی جائے ☆ تفسیر سورة الانفال ص ۲۳۴ ﴿

یہاں مولانا شبیر احمد عثمانی نے ”تجارتی قافلوں کو شکست دینا“ کی اصطلاح استعمال کی اور تجارتی قافلوں کو شکست صرف ان کا تجارتی سامان ضبط کرنے سے ہی ہو سکتی ہے دوسرا کوئی راستہ کم از کم ہمارے علم میں تو نہیں ہے دراصل غیر مسلموں کی اسلام پر نکتہ چینی کے خوف سے ہمارے بعض مفسرین ایسی بھی تفسیر کر گئے ہیں جس میں اپنی بات بھی کہہ گئے اور قاری کو معلوم بھی نہیں ہوا کہ اس نے کیا پڑھا حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے معلوم ہونا چاہیے کہ قریش مکہ نے نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کا تیرہ سال تک جس فتنہ اور آزمائش میں مبتلا رکھا تھا اور جس بے سرو سامانی کی حالت میں مسلمانوں کا مدینہ ہجرت کرنی پڑی تھی اسکے بعد اس قسم کے بدلے کے وہ بجا طور پر مستحق تھے اور غزوہ بدر بھی دراصل اسی قسم کی ایک مہم کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہوا جو کفر و اسلام کے پہلے معرکہ کے طور پر پہچانا جاتا ہے اس معرکہ کے متعلق بھی ہمارے بعض مسلمان یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ اس میں پہل کفار کی جانب سے ہوئی اور مسلمانوں نے یہ جنگ اپنے دفاع میں لڑی ایسا دراصل ہمارے لوگ یہ ثابت کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ ”اسلام تلوار کے ذریعے نہیں پھیلا“ یہ بات اپنی جگہ سو فیصد درست ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعے نہیں پھیلا لیکن یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام غالب تلوار کے ذریعے سے ہی ہوا تھا اور آئندہ بھی جب کبھی غالب ہوگا قوت کے استعمال سے ہی ہوگا جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام محض میٹھے میٹھے تبلیغ کرنے سے غالب ہو جائے گا وہ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ آج اس زمانے میں مسلمانوں کی تعداد خلفائے راشدین کے زمانے کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے مگر اسکے باوجود آج اسلام غالب ہونے کے بجائے مغلوب ہے جس کا بنیادی سبب یہی سوچ ہے کہ اسلام صرف تبلیغ سے غالب ہو جائے گا بہر کیف کہنے کا مقصد یہ ہے کہ غزوہ بدر کا واقعہ بھی دراصل مسلمانوں کی جانب سے قریش کے خلاف کی جانے والی کاروائی کا ایک منطقی نتیجہ تھا واقعہ یہ ہے کہ ۲ ہجری میں ایک بہت بڑا تجارتی قافلہ ابوسفیان جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے کی سرکردگی میں شام کی جانب گیا مسلمانوں نے اس کا راستہ روکنے کی کوشش کی مگر یہ بچ کر نکل گیا مگر جب یہ قافلہ واپس ہوا تو نبی کریم ﷺ خود صحابہ کرام کو لے کر اس قافلہ کا راستہ روکنے کے لئے نکلے ادھر ابوسفیان کو پہلے ہی خطرہ تھا چنانچہ اس نے ایک قاصد مکہ روانہ کیا اور اپنے سرداروں سے امداد طلب کی جس پر ابو جہل ایک ہزار کیل کانٹے سے لیس ایک لشکر لے کر نکلا نیز ابوسفیان کو اپنے جاسوس کے ذریعے یہ بھی اطلاع مل گئی کہ نبی کریم ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قافلے کا راستہ روکنے کے لئے بدر کی جانب روانہ ہوئے ہیں لہذا ایک بار پھر اس نے راستہ تبدیل کیا اور سمندر کے کنارے کنارے دوسرا راستہ اختیار کر کے مکہ کی جانب نکل گیا اور ادھر بدر کے مقام پر ابو جہل اپنا جنگی لشکر لے کر پہنچ گیا تب اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے نبی کریم ﷺ کو مطلع کیا اور وعدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے ایک لشکر پر تمہیں ضرور فتح دے گا جس کا تذکرہ سورہ انفال کی مذکورہ بالا آیت میں آیا ہے اس موقع پر بدر کے قریب نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کی مشاورت منعقد کی جس میں بعض کا خیال تھا کہ ہمیں ابوسفیان کے لشکر کے تعاقب میں جانا چاہیے کیونکہ وہاں مال زیادہ ملے گا اور ہتھیار بھی کم ہونگے جبکہ ابو جہل جو لشکر لے کر آ رہا ہے وہ جنگی لشکر ہے اور ہمارے پاس اس سے مقابلہ کرنے کے لئے ہتھیار بھی کم ہیں لیکن نبی کریم ﷺ کا رجحان ابو جہل کے لشکر سے مقابلے پر تھا لہذا صحابہ کرام نے ہر صورت میں نبی کریم ﷺ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا جس کے نتیجہ میں بلاخر غزوہ بدر وقوع پذیر ہوا جس

میں مسلمانوں کو شاندار فتح نصیب ہوئی، اب نبی کریم ﷺ کی سیرت کے اس واقعہ کو آج کے حالات پر منطبق کیا جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح قریش مکہ نے مسلمانوں کو فتنہ میں مبتلا کر رکھا تھا اسی طرح امریکہ نے بھی ساری دنیا کے مسلمانوں کو تقریباً پچاس سال سے جس طرح فتنہ میں مبتلا کر رکھا ہے اس کا تقاضا ہے کہ امریکہ کا بھی اقتصادی ڈھانچہ منہدم کیا جائے تاکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کو اسکے چنگل سے آزاد کیا جاسکے اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو نیویارک کے عالمی تجارتی مرکز کی تباہی کوئی دہشت گردی نہیں بلکہ اس دہشت گردی کا جواب ہے جو امریکہ نے اس وقت ساری دنیا میں جاری رکھی ہوئی ہے اور جس کا شکار بالخصوص مسلمان ہیں پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ سانحہ نیویارک اگر مسلمانوں کی جانب سے کیا گیا اقدام ہے تو یہ صحیح اور راست اقدام ہے اور سنت نبوی کے عین مطابق ہے تمام دنیا کے مسلمانوں اور مسلم حکومتوں کو اسکی مخالف کرنے کے بجائے حمایت کرنی چاہیے اور امریکہ کی مخالفت میں افغانستان کا ساتھ دینا چاہیے امریکی صدر نے افغانستان میں جاری جنگ کو ”نیکی اور بدی کی جنگ“ کہا ہے اور کہا ہے کہ ”اللہ کے حکم سے نیکی بدی پر غالب آکر رہے گی“ امریکہ کے اس بیان کو پڑھ کر ہمارا ذہن بے اختیار ابو جہل کی اس دعا کی جانب منتقل ہوا جو اس نے غزوہ بدر کے موقع پر کعبہ کے پردے کو تھام کر کی تھی کہ ”اے اللہ! اس لڑائی کے دن کو ہمارے اور انکے درمیان یوم الفرقان بنادے جنہوں نے ہمارے قبیلہ کے لوگوں کے آپس کے رحمی رشتے قطع کر دیئے ہیں“ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ابو جہل کی اس دعا کو قبول فرما کر غزوہ بدر کو واقعاً یوم الفرقان بنا دیا تھا اسی طرح ہم امید کرتے ہیں امریکی صدر کی دعا بھی اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی ہوگی اور نیکی اور بدی کی جنگ میں بلاخر فتح نیکی کی ہوگی مسلمانوں کو اس وقت تک کفار سے جہاد کا حکم ہے جب تک پوری روئے زمین پر اللہ کا دین غالب نہ ہو جائے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ﴾ ☆ سورة البقرة ۱۹۳

یعنی ”کفار سے اس وقت تک لڑائی جاری رکھو جب تک دنیا سے فتنہ ختم نہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب نہ آجائے“ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موجودہ حالات میں تمام مسلمانوں کو حق کی حمایت اور مدد کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

☆ **وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَبِهِ وَسَلَّمَ** ☆